عہدِ ممالیک میں رسوماتِ حج (ایک تحقیقی جائزہ)

ثمینہ سعدیہ*
ام سلمی**

حج اسلام کی عبادت کا چوتھا رکن ہے۔ جس کے ذریعے دینِ اسلام کی رفعت وعظمت اور عالمگیریت کا عظیم الشان اظہار ہوتا ہے۔ یہ صرف اسلام کا مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ انسان کی اخلاقی، معاشی، اقتصادی اور سیاسی زندگی کے ہر شعبے اور ہر پہلو پر حاوی ہے اور مسلمانوں کی ملی وحدت و یگانگت کا عظیم مظہر ہے۔ حج کے لفظی معنی ''قصد اور ارادہ'' کے ہیں۔

ابن منظور افریقی لسان العرب میں لکھتے ہیں:

''والحج قصد التوجة الی البیت بالأعمال المشروعة فرضا وسنة.'' (۱)

امام راغب اصفہانی کے بقول:

أصل الحج القصد للزیارة ، خص فی تعارف الشرع بقصد بیت اللہ تعالی اقامة للنسک. (۲)

گویا کہ حج سے مقصود خاص مذہبی قصد وارادہ سے کسی مقدس مقام کا سفر کرنا ہے۔ دینِ اسلام میں حج سے مراد مکہ میں جا کر بیت اللہ کا طواف، صفا ومروہ کی سعی اور مکہ کے مختلف مقدس مقامات میں حاضر ہو کر کچھ آداب اور اعمال بجالانے کا نام ہے۔

اسلام کے نظامِ عبادات میں حج کی فرضیت دوسری تمام عبادات سے مختلف نوعیت کی تھی۔ اہلِ عرب نماز کے طریقہ سے ناواقف تھے۔ آپ ﷺ کی بتدریج تعلیم کے ذریعہ وہ اور اس کے تمام ارکان وشرائط سے آگاہ ہوئے۔ زکوٰۃ کا تصوّر سرے سے موجود ہی نہ تھا۔ آپ ﷺ نے نفلی صدقات سے آغاز کرتے ہوئے زکوٰۃ کی فرضیت پر امّت کو پابند کیا۔ اسی طرح روزے کی فرضیت بھی نفلی روزے سے شروع ہوئی۔ لیکن حج ان تمام عبادات سے مختلف اہلِ عرب کا ایسا شعار تھا جس کے تمام اصول و ارکان پہلے سے موجود تھے صرف ان کا محل اور طریقہ استعمال تبدیل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے حج کو اہلِ عرب کی مشرکانہ رسوم سے پاک کیا۔

مثلاً اھلِ عرب مناسکِ حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں قیام کرتے تو یہاں پر ہر قبیلہ اپنے اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے اور محاسن بیان کرتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿فَاِذَا قَضَیۡتُمۡ مَّنَاسِکَکُمۡ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا﴾ (۳)

---

*اسسٹنٹ پروفیسر شیخ زید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان
**پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قریش کے سوا باقی تمام قبیلے خانہ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے۔ اسلام نے اس بے حیائی کے کام کو قطعاً موقوف کر دیا اور یہ آیت اتری:

﴿يٰبَنِىٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (۴)

اور ۹ھ کے موسمِ حج میں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو اس اعلان کے لیے بھیجا کہ آئندہ کوئی برہنہ طواف نہ کرنے پائے۔(۵)

قریش نے اپنے لیے یہ امتیاز بھی رکھا ہوا تھا کہ تمام قبائل عرفہ میں قیام کرتے تھے لیکن قریش خود حرم سے نکلنا اپنے مذہبی منصب کے منافی سمجھتے تھے۔ اسی لئے مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے۔ اسلام نے قریش کے اس امتیاز کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ آیت اتری۔

﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ﴾ (۶)

ان کے علاوہ اور بھی حج سے متعلق رسوم جاہلیت کا اسلام نے خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین، عہدِ بنوامیہ وعباس اور دیگر تمام ادوارِ اسلام میں حج طریقِ نبوی ﷺ پر ادا کیا جاتا رہا۔ تمام خلفاء وسلاطین حج کے انتظام وانصرام اور سفر کے لیے خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ مقالہ ھذا میں عہدِ ممالیکِ بحریہ و چراکسیہ کے زمانہ میں حج اور اس کے دیگر متعلقات پر جامع بحث کی جائے گی۔ لیکن اس سے قبل مصر میں عہدِ ممالیک کے آغاز وارتقاء کا مختصر جائزہ لیا جائے گا۔

عہدِ وسطی میں مصر میں غلاموں کی تجارت عروج پر تھی۔ دور دراز کے علاقوں سے بچے اور نوجوان مصر لائے جاتے، جہاں ان کی خرید وفروخت کے لئے باقاعدہ منڈیاں قائم تھیں۔ غلاموں کی خرید وفروخت کرنے والے تاجر خریداروں کے سامنے ان کے محاسن واوصاف بیان کرتے، چنانچہ بادشاہ، امراء اور وزراء ان غلاموں کو مہنگے داموں خرید لیتے۔ اس عہد میں غلامی کے رواج کے دو اہم اسباب تھے۔

۱۔ غلامی کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب اس دور میں قحط اور وباؤں کی کثرت اور اس کے نتیجے کے طور پر مہنگائی کا بڑھ جانا تھا۔ ضروریاتِ زندگی کے فقدان کے باعث بہت سے لوگ اپنے بچوں کو فروخت کر دیتے۔

۲۔ علامہ مقریزی کے مطابق غلامی کے پھیلنے کا دوسرا بڑا سبب اس دور میں ہونے والے تاتاری حملے تھے۔ ان حملوں اور قتل وغارتگری کے باعث بہت سے بچے یتیم ہو جاتے، اور بہت سے لوگ قیدی بنا لیے جاتے۔ پھر انہیں غلام بنا کر فروخت کر دیا جاتا۔(۷) یہی وجہ تھی کہ اس دور میں غلامی کا رواج بہت بڑھ گیا تھا۔ ان غلاموں میں ترکی، جرکسی، رومی اور فارسی النسل غلام شامل ہوتے۔

پہلا بادشاہ جوان غلاموں کو مصر لایا اور ان سے عسکری خدمات لیں وہ بقول قلقشندی احمد بن طولون تھا۔(۸) ابنِ ایاس نے بھی اپنی تاریخِ مصر میں یہی رائے پیش کی ہے۔(۹)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایوبین عہدِ حکومت میں الملک الصالح نجم الدین بن ایوب نے اپنی بادشاہت کو مضبوط کرنے کے لئے کثرت سے ترک غلام خریدے اور انہیں عسکری تربیت دی۔ یہ غلام فطری طور پر غارتگر تھے۔ شہروں میں دنگا فساد کرتے اور تاجروں کا مال واسباب لوٹ لیا کرتے۔ چنانچہ عوام النّاس کو ان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے بادشاہ صالح نجم الدین نے شہر سے باہر مقیاس کے جزیرۃ روضۃ پر ان کے قیام کے لئے قلعہ تعمیر کروایا اور ان کے شہروں میں آنے پر پابندی لگا دی۔ ان ممالیک کا نام نجم الدین نے بحریہ رکھا۔ (۱۰)

نجم الدین ایوبی کے عہد میں ممالیک بحریہ کا اثر ورسوخ روز بروز بڑھتا گیا۔ ۶۴۷ھ میں فرانس کے بادشاہ نے جب مصر پر حملہ کر دیا تو ان ممالیک نے جرأت و بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے اسے شکست دی۔ اسی جنگ کے دوران بادشاہ الملک الصالح نجم الدین وفات پا گیا۔ چنانچہ امراء ممالیک نے باہم مشورے کے بعد اس کے بیٹے توران شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا۔ توران شاہ نے مملکت کے استحکام کے لئے امراء ممالیک سے استعانت طلب کرنے کی بجائے ان سے مخالفانہ اور معاندانہ روّیہ اختیار کر لیا۔ اس بناء پر ممالیک نے اسے قتل کر کے اس کی ماں شجرۃ الدر کو منصبِ حکومت پر فائز کر دیا۔ خلیفہء وقت نے عورت کی حاکمیت کی مخالفت کی۔ اور ممالیک کو منع کر دیا کہ وہ کسی عورت کو حاکم بنائیں۔ چنانچہ امراء اور قضاۃ نے باہم مشورے کے بعد عزالدین ایبک کو سلطان مقرر کر دیا۔ چنانچہ ربیع الاخر ۶۴۸ھ میں حکومت ایوبین کے ہاتھوں سے نکل کر ممالیکِ بحریہ کے ہاں منتقل ہوگئی۔ جو ۶۴۸ھ سے لے کر ۷۸۴ھ تک قائم رہی۔ (۱۱)

ممالیکِ چراکسیہ خوارزم کی مملکت میں رعایا کے لوگ تھے۔ سلاطینِ بحریہ میں سے منصور قلاوون نے اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے ان ممالیک کی کثیر تعداد کو بلادِ چرکس سے خرید لیا اور انہیں تہذیبی اور عسکری تربیت دی۔ ان کی تعداد تین ہزار سات سو تھی۔ سلطان منصور نے انہیں قلعۃ الجبل میں ٹھہرایا اور ان کا نام برجیہ رکھا۔ (۱۲)

وقت کے ساتھ ساتھ ممالیکِ چراکسیہ کی تعداد بھی بڑھتی گئی اور امورِ سلطنت میں ان کے اثر ونفوذ میں بھی اضافہ ہونے لگا۔ سلاطین بحریہ میں سے سلطان ملک الناصر کے بعد مصر وشام میں انتشار اور بدامنی پھیل گئی۔ شہروں میں فسادات کی کثرت ہوگئی۔ ممالیکِ بحریہ کا آخری بادشاہ الحاج بن شعبان تھا۔ جب اس نے زمامِ سلطنت ہاتھ میں لی تو اس کی عمر صرف گیارہ برس تھی، مملکت کی انجام دہی کے لئے برقوق کو اس کا معاون مقرر کیا گیا جو کہ چرکسی النسل تھا۔ برقوق نے سلطنت سے فتنہ وفساد کے خاتمہ میں اہم کردار ادا کیا۔ خاص طور پر بحری قزاقوں اور صحرائی راہزنوں کو مؤدب کیا۔ برقوق نے امراء ممالیک کے ساتھ مل کر الحاج بن شعبان کو تختِ سلطنت سے اتار دیا اور زمامِ سلطنت خود اپنے ہاتھ میں لے لی۔ (۱۳) چنانچہ ۷۸۴ھ میں بادشاہت ممالیک بحریہ سے ممالیک چراکسیہ کو منتقل ہوگئی۔ (۱۴) سلطان برقوق عثمانی نے ممالیک چراکسیہ کی حکومت کی بنیاد رکھی۔ جو ۷۸۴ھ میں قائم ہوئی اور ۹۲۳ھ میں عثمانی ترکوں کے ہاتھوں زوال پذیر ہوئی۔ ممالیک چراکسیہ نے کل ۱۳۵ سال حکومت کی۔ ممالیک چراکسیہ کے سلاطین کی تعداد ۲۴ تھی۔ ان سلاطین میں سے آٹھ حکمرانوں نے نہایت مستحکم سلطنت قائم

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کی۔

عہدِ ممالیکِ چراکسیہ میں مصر کا سیاسی نظام حد درجہ ابتری اور بدنظمی کا شکار رہا۔ امراءِ ممالیک ہر وقت باہم برسرِ پیکار رہتے۔ عوام الناس بے شمار مصائب کا شکار اور ان حکمرانوں سے سخت نالاں تھے۔ مصیبت بالائے مصیبت آفات سماوی تھیں جو وباؤں اور قحط کی صورت میں عذابِ الٰہی بن کر نازل ہوتی رہتیں۔ ممالیک چراکسیہ کے اکثر سلاطین جاہل، دین سے بے بہرہ اور جابر و متشدّد حکمران تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جو علم و ادب کے شائق اور عوام کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنے والے تھے۔ انہوں نے مملکتِ مصر کی حفاظت کے لئے بیرونی حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مصر کے دفاع میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

ممالیکِ بحریہ میں سے الملک المظفر ، الظاہر بیبرس اور منصور قلاوون (۱۵) کے تاتاریوں کے ساتھ بڑے بڑے معرکے ہوئے زیادہ تر معرکوں میں ممالیکِ مصر کو کامیابی ہوئی۔

ممالیکِ چراکسیہ کے سب سے پہلے بادشاہ برقوق کے زمانے میں تاتاریوں کا ایک نہایت شقی القلب بادشاہ تیمور لنگ تھا۔ جس کی تلوار سے بادشاہتوں اور سلطنتوں کی بساط الٹ رہی تھی۔ سلطان برقوق، تیمور لنگ کی فتوحات سے آگاہ تھا۔ چنانچہ اس نے تیمور لنگ کے مصر پر حملہ کرنے سے قبل ہی اس کے مقابلے کے لئے ایک لشکرِ جرّار تیار کر لیا۔ سلطان برقوق کی تیاریوں سے گھبرا کر تیمور نے مصر پر حملے کا ارادہ ترک کر دیا۔ (۱۶)

ممالیکِ چراکسیہ کے سلاطین اور امراء نے اپنی چیرہ دستیوں اور جبر و استبداد کے باوجود عوام النّاس کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا۔ ان کے لئے بے شمار مدارس، مساجد اور ہسپتال وغیرہ تعمیر کئے۔ مدارس و مساجد اور جوامع کے قیام کے لئے اپنی اراضی و اموال وقف کر دیا کرتے تھے۔ ان اعمالِ خیر کو وہ اپنے ظلم و زیادتی اور دیگر گناہوں کا کفارہ سمجھتے تھے۔ قحط اور وباؤں کے دِنوں میں بالخصوص غرباء کے کھانے پینے کا انتظام کرتے تھے اس کے علاوہ کئی کئی ہزار دینار فقراء و مساکین میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ (۱۷)

ممالیک نے علماء اور فقہاء کی بڑی تکریم کی۔ ان سلاطین کے ہاں ان علماء کا بڑا درجہ تھا۔ چنانچہ بہت سارے امورِ دولت اور مسائل میں ممالیک ان سے مشورہ طلب کرتے تھے نیز علماء کی شکایات سنتے اور ان کا ازالہ بھی کیا کرتے تھے۔ علماء کی اکثریت زھد و ورع اور قناعت جیسے اوصاف سے متّصف تھی۔ انہی صفات کی بدولت عام و خاص ہر ایک نے ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا۔

ان علماء میں سے قاضی قضاۃ منتخب ہوتے، وہ مشورے اور فتوے دینے میں مقدّم ہوتے۔ جب کبھی سلطان نے کوئی ٹیکس عائد کرنا ہوتا یا مسلمانوں کے اوقاف میں سے مال وصول کرنا ہوتا تو وہ ان قاضیوں کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے حسن المحاضرۃ میں لکھا ہے: ’’سلطان برقوق نے جب مسجد تعمیر کی اور درس و تدریس کے لئے اس میں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شیوخ کو مقرّر کیا۔ تو ان میں شیخ علاء الدین السیر امی مدرّس الحنفیہ اور شیخ الصوفیہ موجود تھے۔ سلطان برقوق نے ان کی تعظیم میں اتنا مبالغہ کیا کہ خود ان کے لئے اپنے ہاتھ سے فرش پر سجادہ بچھایا۔''(۱۸)

مقریزی نے خطط میں ذکر کیا ہے: ''سلطان مؤید محمودی نے جامع تعمیر کروائی اور اس کے اندر متعدد مدرسین متعیّن کئے ان میں ابنِ حجر عسقلانی بھی تھے۔ سلطان ان کا درس سننے کے لئے تشریف لائے، ابنِ حجر سلطان کے لئے کھڑے ہونے لگے۔ لیکن سلطان مؤید نے انہیں منع کردیا۔ چنانچہ وہ کھڑے نہیں ہوئے۔''(۱۹)

سلطان خشقدم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اہلِ علم کے ساتھ تواضع اور محبت کے ساتھ پیش آتا تھا۔(۲۰) ابن تغری بردی نے بھی سلطان خشقدم کی اہلِ علم کے ساتھ محبت کا ذکر کیا ہے۔(۲۱)

بادشاہ ملک الظاہر جقمق کے بارے میں النجوم الزاھرہ کا مصنف لکھتا ہے: ''وہ شریعت کی تعظیم کرنے والا، فقہا اور طالب علموں سے محبت کرنے والا تھا۔''(۲۲)

ممالیک کے عہد کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مملوک سلاطین حج، سفرِ حج اور غلافِ کعبہ کے ضمن میں بہت زیادہ تیاری واہتمام کیا کرتے تھے۔

مصر میں بے شمار مساجد و مدارس اور بکثرت علمائے دین کے باوجود اہلِ مصر میں دین کی راہ سے ایسی چیزیں دین میں شامل ہوگئیں جو درحقیقت دینِ اسلام میں شامل نہ تھیں جیسا کہ ہم ذکر کرچکے ہیں کہ ممالیکِ سلاطین میں سے اکثر علومِ دینیہ سے ناواقف اور بے بہرہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شعائرِ دین کے سلسلہ میں غلو کرنے لگے۔ اور ان میں ایسی بدعات ظہور پذیر ہوئیں جن کا اس سے قبل وجود نہ تھا۔ انہی بدعات میں سے ایک بدعت حج کے زمانے میں بلادِ حجاز کی جانب ''محمل'' کا خروج ہے۔ یاد رہے کہ اس عہد میں بلادِ حجاز ممالیک کی حکومت کے زیرِ اثر تھے۔

''محمل'' سے مراد ایک اونٹ ہوتا تھا جس کے اوپر نہایت قیمتی اشیاء تحفے تحائف اور خانہ کعبہ کا بیش قیمت غلاف رکھا جاتا تھا۔ حج پر روانہ ہونے سے قبل اس محمل کو قاہرہ میں گھمایا جاتا۔ بعدازاں بادشاہ کے سامنے کھلے میدان میں پیش کیا جاتا جہاں بادشاہ کے ساتھ اس کی سلطنت کے دیگر ارکان وامراء بھی موجود تھے۔ اس کے بعد نہایت شان وشوکت سے ''محمل'' کو بلادِ حجاز کی جانب روانہ کردیا جاتا۔

نہ صرف مصر بلکہ عراق، شام اور اہلِ مغرب کے بھی اپنے اپنے محمل ہوتے تھے۔(۲۳) جیسا کہ علامہ سیوطیؒ کی حسن المحاضرہ سے معلوم ہوتا ہے۔

مصر میں محمل کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟ کہا جاتا ہے کہ ممالیکِ مصر میں سے سلطان ظاہر بیبرس نے سب سے پہلے دیارِ مصر سے ''محمل'' کے خروج کا آغاز کیا۔

علامہ سیوطی اس ضمن میں لکھتے ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

”وفی أیامه، أی بیبرس طیف بالمحمل و بکسوة الکعبة المشرّفة بالقاهره وذلک فی سنة خمس و سبعین أی و ست مائة وکان یوماً مشهودا وهو أول من فعل ذالک بالدیار المصریة .“(۲۴)

علامہ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تاریخ میں ”محمل“ کا ذکر کیا ہے۔ان کے بقول:

” فی سادس عشر شوال سنة ٦٧٥ھ، طیف بالمحمل وبکسوة الکعبة المشرّفة بالقاهرة ، وکان یوماً مشهودًا، قلت ، کان هذا مبدأ ذالک واستمر ذالک کل عام الی الآن .“(٢٥)

ابن ایاس جو تاریخ مصر اور بالخصوص عہدِ ممالیک کی تاریخ کے اہم ترین مؤرخ ہیں ان کی ایک روایت کے مطابق ”محمل“ کا آغاز ٦٧٥ھ سے بھی پہلے تھا۔ ٦٦٧ھ کے واقعات کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ اس سال سلطان ظاہر بیبرس نے حج کیا تھا۔

”وکان ولد السلطان، السعید محمد، توجه صحبه المحمل بالحاج المصری فلما قضی حجه، أی السلطان ، رجع الی الشام ورجع ابنه الملک السعید صحبه المحمل مع الرکب المصری.“(٢٦)

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محمل کا خروج اور شہر میں اس کا طواف کرنا ایسی بدعت ہے جو مملوک سلاطین کی اختراع کردہ ہے۔اس سے پہلے اس رواج کا تصوّر معدوم ہے۔ جہاں تک خانہ کعبہ کو غلاف پہنانے کا تعلق ہے تو اس میں اور محمل میں فرق ہے۔خانہ کعبہ کو غلاف پہنانے کا تصوّر اسلام سے بھی قبل موجود تھا(۲۷)۔خود نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا تھا۔(۲۸)بعد کے زمانوں میں بھی خلفاء و سلاطین خانہ کعبہ کو غلاف پہناتے چلے آئے ہیں۔

اہلِ مصر میں یہ محمل بڑی شان و شوکت سے نکلتا تھا۔اس میں فقراء اور غرباء کے لیے طعام، ادویہ اور دیگر کئی چیزیں ہوتی تھیں۔محمل کے ساتھ اطباء، مؤذنین اور دیگر کئی امراء و قضاۃ بھی شامل ہوتے تھے اور جب بھی کہیں یہ ”محمل“ پڑاوٴ ڈالتا تو مجمع کو دور کرنے کے لیے ڈھول وغیرہ بجائے جاتے۔اس ضمن میں علامہ سیوطی، ابن فضل اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فیخرج الرکب من مصر بالمحمل السلطانی والسبیل المسبل للفقراء والضعفاء والمنقطعین بالماء والزّاد والأشربة والأدویة والعقاقیر والأطباء و الکحالین والمجبّرین والأدلاّء والأئمه والمؤذنین والأمراء والجندوالقاضی والشهود والدواوین ولأمناء ومغسّل الموتی فی أکمل زیّ، وأتمّ أبّهة واذا نزلوا منزلاً أورحّلو مرجلاً تدقّ الکوسات وینفروا لنفیر لیؤذن الناس بالرحیل والنزول.“(٢٩)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رُکبانِ حجّاج:

مملوک سلاطین سفرِ حج کے لیے دوطرح کے رکب کا اہتمام کرتے تھے۔ یہ دونوں ''رکب'' نہایت اہمیت کے حامل ہوتے تھے۔ کیونکہ ان کے ساتھ غلافِ کعبہ اور ھدایا وغیرہ بھیجے جاتے تھے۔ ان دونوں رکب کی معیت میں بڑے بڑے حجّاج کرام حج کے لیے روانہ ہوتے تھے۔ ان سے پہلا رکب ''رکب الاول'' کہلاتا اور دوسرے کو ''رکب المحمل'' کہتے تھے (۳۰) ان کی رھنمائی کے لیے اُمیر کا تعین سلطانِ وقت کرتا تھا۔ انتخابِ امیر کے لیے سلطان اس امر کو خاص مدنظر رکھتا کہ دونوں ''رکبان'' کے امیر ''رجال السیف'' سے ہوں نہ کہ اہلِ علم وقلم لوگوں میں سے۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی تھی کہ اس دور میں راستوں میں ڈاکوؤں اور راہزنوں کا خطرہ ہمیشہ موجود رہتا تھا۔ بہادر اور جنگجو اُمیران خطرات سے نمٹنے کے لیے تیار رہتے تھے۔

''رکب المحمل کا اُمیر ''رکب الأوّل'' کے امیر سے زیادہ اہم اور مرتبے والا ہوتا۔ ان دونوں اُمیروں کا انتخاب ہر سال ربیع الاوّل کے نصف ثانی میں ہوتا تھا۔ ربیع الاوّل کے علاوہ کسی اور مہینے میں یہ انتخاب شاذ و نادر ہی ہوتا۔ انتخاب کے بعد سلطان ان دونوں کو نفیس اور بیش قیمت ''خلعتِ فاخرہ'' عطا کرتا۔

انتخاب کے بعد دونوں امیر حج کی روانگی کے لیے تیاری کا آغاز کردیتے اور ایک منادی عوام الناس میں حج کا اعلان کرتا تاکہ جو شخص اس سال حج کا قصد وارادہ چاہتا ہے وہ اس کے لیے تیاری کرلے۔ یہ اعلان بھی اس صورت میں ہوتا جب کہ حجاج کرام کے لیے حج کے راستوں میں راہزنوں کا خطرہ نہ ہوتا۔ خطرے کی صورت میں سلطانِ وقت بعض اوقات عورتوں کے حج کے لیے نکلنے پر پابندی عائد کردیتا۔

شدید خطرے کی صورت میں بسا اوقات مردوں پر بھی پابندی لگادی جاتی۔ ڈاکوؤں اور راہزنوں کے علاوہ اگر کسی اور فتنہ اور جنگ کا خطرہ ہوتا تب بھی اعلان کردیا جاتا کہ اس سال حج کے لیے کوئی نہیں جائے گا۔

ڈاکوؤں کے حجاج کرام کے مال واسباب کو لوٹنے اور بعض اوقات قتل کردینے کے کئی واقعات کا تذکرہ ''بدائع الزھور''، ''النجوم الزاھرۃ'' اور ''حوادث الوھور'' میں ملتا ہے۔ چند ایک واقعات کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۸۰۴ھ میں حجاج کرام ''محمل'' کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ۸۰۴ھ کے اوائل میں ہی یہ خبر پہنچی کہ بنی عقبہ کے راہزنوں نے حجاج کرام پر ظلم وزیادتی کی اور جو کچھ ان کے پاس موجود تھا سب چھین لیا۔ پس امیر الحجاج نے ان کا مقابلہ کیا اور بالآخران کی جمعیت کو توڑ کر ان کے سردار کو قید کرلیا۔ بعد ازاں اسے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے جو کچھ لوٹا تھا واپس کردیا۔ (۳۱)

☆ ۸۵۸ھ ذی الحجہ میں ایک قاصد نے آکر خبر دی کہ راہزنوں نے حجاج کرام پر ظلم وتعدی کی۔ (۳۲)

☆ فی سنة محرم ۹۰۰ھ أن الركب الشامی اعتدت علیه طائفه من عربان بنی لام فنهبوا المال وأسروا النساء وقبضوا علی أمیر الركب۔ (۳۳)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

☆ فی سنة ۹۰۹ ھ ثم خرج الحجاج والمحمل فی شهر شوال ، ولم تخرج النساء فی هذا العام لتوقع فتن یقوم بها العربان فی الطریق۔(۳۴)

محمل کی حفاظت کے لئے ''مجاورین'' کا حفاظتی دستہ:

عہدِ ممالیک مصر لوٹ مار، بدامنی اور قتل وغارت گری کے واقعات کے لیے بہت مشہور ہے۔جیسا کہ اوپر دیئے گئے واقعات سے اندازہ ہوتا ہے۔لہٰذا راستے کے متوقع خطرات کے پیشِ نظر سلطان ''محمل'' کی حفاظت کے لیے ۵۰۰ یا ۶۰۰ افراد پر مشتمل لشکر بھی تیار کرتے تھے۔ ہر لشکر کے لیے امیر کا تقرر کیا جاتا تھا۔ان حفاظتی دستوں کے علاوہ خاص الخاص ۵۰ افراد پر مشتمل علیحدہ حفاظتی دستہ بھی تیار کیا جاتا۔ یہ حفاظتی دستہ الرکب الاوّل والرکب المحمل کے ساتھ مکہ تک جاتا اور پھر پورا سال وہیں مقیم رہتا۔ یہاں تک کہ اگلے سال جب دوبارہ ''محمل'' آتا تو یہ اس کے ساتھ واپس لوٹتے اور دوسرے محمل کے ساتھ جو حفاظتی دستہ آتا پھر وہ پورا سال مکہ میں قیام کرتا۔

ان پچاس افراد کے حفاظتی دستے میں شامل افراد کو ''مجاورون'' کہا جاتا اور ان کے امیر کو ''باش المجاورون'' کا لقب دیا جاتا۔اس لیے کہ وہ پورا سال مکہ اور بیتِ حرام کی خدمت پر مامور رہتے۔

ابن ایاس ۸۸۸ھ کے واقعات کے تذکرہ میں ''محمل'' کی روانگی کے ضمن میں لکھتا ہے:

''وفی شوال خرج الحجاج والمحمل من القاهرة فی حفاوةوبین زینة. و خرج فی معیتهم شادبک أحد الأمیر آخوریة وکان ضخم الجثه فحمله السلطان المقصوره لابصالها الی المدینة وعینه ''باش المجاورون'' ومعه خمسون جندیاً.(۳۵)

۸۹۹ھ کے واقعات میں تذکرۃ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وعیّن .یشبک الأشقر باشا للمجاورین بمکة '' (۳٦)

۹۲۰ھ کے واقعات میں مذکور ہے:

''رحل المحمل من برکة الحاج فی یوم السبت ۲۲ شوال وتبعه فی الیوم الماضی ۲۱ منه.الرکب الاول و معه باش المجاورین.''(۳۷)

۹۲۱ھ کے واقعات میں لکھا ہے:

وفی یوم السبت ۱۸ منه خرج المحمل الشریف من القاهره فی حفاوة وحسن وداع ، ومعه باش المجاورین فی تلک السنة الأمیر ''بیبردی بن کسبای'' أحد الأمراء العشرات، ومعه خمسون مملوکا للاقامة فی مکة۔(۳۸)

ابن تغری بردی نے بھی مجاورین کا ذکر جابجا کیا ہے۔ایک جگہ لکھتے ہیں:

ورحل من البرکة فی لیلة الاثنین ثانی عشرین من شوال بعدان رحل قبله،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اسندمر الجقمقی، رأس المجاورین.(۳۹)

طوافِ محمل:

جب ''محمل''، مکمل طور پر تیار ہو جاتا تو سلطانِ وقت کے سامنے اس کو دو مرتبہ پیش کیا جاتا۔ جس کو عرض کہا جاتا تھا۔ پہلی عرض ہر سال رجب کے مہینے میں ہوتی تھی اور دوسری عرض شوال کے نصف ثانی میں۔

پہلی عرض جسے عرضِ رجبی بھی کہا جاتا تھا، اس میں محمل کا غلافِ کعبہ، برقع اور مقام ابراھیم کے غلاف کے ساتھ نکلنا ہے۔ اس سے اصل مقصود لوگوں میں حج کا اعلان کرنا ہوتا تھا۔ محمل کے اردگرد تمام لشکر زرق برق لباس، مزین اسلحے اور چمکتے ہوئے جھنڈوں کے ساتھ چلتے ہوئے قاہرہ کے وسط میں قلعہ کی جانب پہنچتے۔ جہاں سلطان ایک کھلے میدان میں اپنے اشراف واعوان اور امرائے دولت کے ساتھ تمکن افروز ہوتا۔

اس کے بعد لشکروں میں سے ''الرماحۃ'' گروہ کھڑا ہو جاتا۔ یہ ایک خاص قسم کا طائفہ ہوتا تھا جو نیزے اٹھائے سرخ لباس میں مزیّن ہو کر اپنے فن کا مظاہرہ کرتا۔ جس سے تمام لوگ محظوظ ہوتے۔ اس فن کا آغاز ممالیک سلاطین میں سے منصور قلاوون نے کیا۔ جیسا کہ علامہ سیوطی نے ''حسن المحاضرۃ'' میں لکھا ہے۔

''وفی سنة احدی و ثمانین (وست مائة)فی شعبان ، طافوا بکسوة الکعبة، ولعبت ممالیک الملک المنصور ایام الکسوة بالرّماح والسلاح، وهو اول ما وقع ذالک بالدیار المصریة واستمرّ ذالک الی الآن .یعمل سنین ویبطل سنین۔(۴۰)

حسن المحاضرۃ میں ہی ایک اور مقام پر مذکور ہے۔

وأحدث اللعب بالرّمح أيّام ادارة المحمل وكسوة الكعبة ، وغيّر ملابس الدولة مماكانوا عليه فی دولة بنی أيوب۔(۴۱)

تمام لوگ محمل کا استقبال نہایت شان وشوکت سے کرتے تھے۔ والی شہر اس دن اعلان کرتا کہ تمام لوگ اپنے محلّوں اور گھروں کو شمعوں سے سجائیں۔ خاص طور پر اس گزرگاہ کو جہاں سے محمل نے گزرنا ہوتا تھا۔ چنانچہ کچھ لوگ والی کے عتاب کے خوف سے اور کچھ برضا ورغبت اپنے گھروں اور محلوں کو مزین کرتے تھے۔

ابن الحاج کے بقول:

وفی هذا لیوم تبلغ الحفاوة باستقبال المحمل غایتها ویبالغ الناس فی حسن لقائه ویکابدبعضهم ضروباً من النفقة المرهقة لتزیین منازلهم ومحالهم وابقاء هذه الزینة طول نهارهم ولیلهم ویجملونهابقطع من القماش الملوّن والحریر الموشی والقنادیل الزیتیة ذات الأضواء الجمیلة والشموع الموقدة لیلاً ونهارًا. (۴۲)

تمام لوگ لہو ولعب کی جگہوں پر پیدل اور سوار ہنسی خوشی نغمے گاتے اور رقص وسرود کرتے ہوئے جاتے۔ اس موقع پر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شاعر حضرات اپنے اشعار سے لوگوں کو محفوظ کرتے۔

یہ عرضِ رجبی ۸۷۲ھ میں سلطان خشقدم کے زوال کے بعد معطل ہو گیا تھا۔ پھر تقریباً سال بعد سلطان غوری نے ۹۰۹ھ میں اسے دوبارہ رائج کیا۔(۴۳)

عرض ثانی سے مراد ''عرض الخروج المحمل'' ہے۔ یہ ہر سال شوال کے نصف ثانی میں ہوتا تھا۔ اس دن محمل کو نہایت شان وشوکت کے ساتھ حج کے لیے روانہ کیا جاتا تھا۔ یہ عرض سلطان کے سامنے قاہرہ کے وسط میں قلعہ کی جانب سے پیش کیا جاتا تھا۔ سلطان یہاں پر ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ قیام کرتا۔ محمل کو شان وشوکت کے ساتھ قاھرہ سے روانہ کیا جاتا۔ اس کے بعد یہ محمل ''برکۃ الحاج'' میں پہنچتا۔ ان دو دنوں میں سلطان اور امرائے دولت غریبوں اور محتاجوں کے لیے بڑے بڑے دستر خوان بچھاتے۔(۴۴) جب یہ محمل ''برکۃ الحاج'' میں پہنچتا تو حجاج کرام اپنے اونٹوں اور چوپایوں پر کوچ کے لیے تیار ہو جاتے۔ پہلے ''رکب الاوّل'' روانہ ہوتا اور دوسرے دن ''رکب المحمل'' بھی سفرِ حج کے لیے روانہ ہو جاتا۔ جس سال سلطان خود بھی فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے محمل کے ساتھ روانہ ہوتا تو اس سال امراء وارکانِ دولت اور عوام الناس بھی زیادہ شوق اور رغبت کے ساتھ حج کے لیے نکلتے۔ سلطان کی حفاظت کے لیے معاونین اور سپاھیوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہمراہ ہوتی۔

تاریخ سے چند واقعات بطور امثال درج ذیل ہیں:

☆ سلطان ناصر محمد بن قلاوون نے ۷۳۲ھ میں حج کیا۔ اور اس کے ساتھ ملک المؤید اور امراء کی کثیر تعداد تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ۷۲ کے قریب تھی۔(۴۵)

☆ سلطان اشرف قایتبیای نے ۸۸۴ھ میں حج کیا اور اس کے ساتھ کثیر لشکر اور امراء تھے۔(۴۶)

جس سال سلطان کے ساتھ اس کی زوجہ بھی حج کے لیے نکلتی تو اس کے لیے علیحدہ ''رکب'' کا اہتمام کیا جاتا۔ اس رکب کی تزئین وآرائش بھی کی جاتی۔ ابن ایاس لکھتے ہیں:

۸۷۸ھ میں سلطان قایتبای کی زوجہ نے بھی حج ادا کیا اس کے لیے نہایت شاندار نفیس جواہرات سے مرصع رکب تیار کیا گیا اور اس کے ساتھ سلطان کی بہن دوسرے رکب میں تھی اور ان کے ساتھ ۱۵۰ اونٹ طعام ولباس اور دیگر اموال سے لدے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ کثیر تعداد میں خدمت گار اور موظفین تھے۔(۴۷)

ان ''رکبان'' کے علاوہ کچھ متفرق رکب بھی ہوتے۔ بادشاہ کے علاوہ جب کسی علاقے کا کوئی بڑا شخص حج کا ارادہ کرتا تو وہ اپنے لیے علیحدہ سے خاص شان وشوکت والا رکب کا اھتمام کرتا۔ اور جب ''رکب المحمل'' برکۃ الحاج میں پہنچتا تو یہ متفرق رکب اسی رکب میں شامل ہو جاتے۔(۴۸)

۸۱۰ھ میں اُمیر محمل اُحمد بن کمال الدین الاُستادار کے والد نے حجاج کرام کی دو قطاریں بنوائیں ایک کا نام میمنہ اور دوسرے کا میسرۃ رکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ روانگی اور واپسی دونوں صورتوں میں اپنے اپنے گروہ کے ساتھ رہیں گے اور یہ پہلا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شخص تھا جس نے یہ ترتیب شروع کی اور اسے تعقیب کا نام دیا گیا۔(۴۹)

مکمل تیاری کے بعد ''رکب المحمل'' بلادِ حجاز کی جانب خشکی کے راستے سے روانہ ہو جاتا۔ کیونکہ اس وقت کے بحری ذرائع اتنی بڑی تعداد کو لے کر جانے کے متحمل نہ تھے۔ البتہ کچھ حجاج بحری راستے سے بھی سفر کرتے۔

ہر رکب مقام عقبہ سے گزر کر جاتا۔ اور کچھ دیر کے لیے وہاں استراحت فرماتا یہی وجہ ہے کہ بہت سے سلاطین نے ان راستوں پر پانی کے حوض بنوائے اور آرام کے لیے ربوع بنوائے۔(۵۰)

دونوں ''رکبان'' جب مکہ پہنچتے تو اُمیر مکہ ان کا نہایت پرتپاک استقبال کرتا۔ جس کی صورت یہ تھی کہ اُمیر مکہ پہلے زمین کو بوسہ دیتا بعد ازاں محمل کے اونٹ کے پاؤں کو بوسہ دیتا یا اس شخص کو بوسہ دیتا جو محمل کے اونٹ پر سوار ہوتا۔(۵۱) اس کے بعد غلافِ کعبہ اور دیگر تحفے تحائف سپرد کیے جاتے۔ بعد ازاں سب ملکر فریضہ حج ادا کرتے اور مقاماتِ زیارت سے بابرکت ہوتے۔ فریضہء حج کی ادائیگی کے بعد دونوں ''رکبان'' واپسی کا سفر اختیار کرتے سوائے جند المجاورون کے۔ اور ان لوگوں کے جن کو سلطان مکہ میں ٹھہرنے کا حکم کرتا۔

مبشر الحاج:

حجاج کرام کے مصر لوٹنے سے پہلے یہی ایک شخص جس کو مبشر الحاج کہا جاتا۔ وہ حجاجِ کرام کے اموال اور رکبان کے متعلق خیر و عافیت کی خبر لے کر ذی الحجہ کے آخر میں مصر پہنچ جاتا۔

مبشر الحاج کا تذکرہ عہد خلفائے راشدین میں حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ اور بعد کے ادوار میں بھی ملتا ہے۔

علامہ سیوطی، علامہ ابن کثیر کے حوالے سے حضرت عثمانؓ کے حصار مصر کے واقعہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

واستمر الحصار بالديار المصرية حتى مضت ايام التشريق، ورجع البشير من الحج ، فأخبر سلامة الناس.'' (۵۲)

علامہ سیوطیؒ نے حسن المحاضرۃ میں خطیب بغدادی کے حوالے سے نقل کیا ہے:-

تخرج الدابة من جبل أجياد فى أيام التشريق و النّاس بمنى ، قال فلذالک جاء سابق الحاج يخبر بسلامة الناس.(۵۳)

ممالیکِ مصر کے دور میں بھی ایک شخص یا چند اشخاص مبشر الحاج کا فریضہ سرانجام دیتے۔ جیسا کہ ابن تغری بردی نے النجوم الزاھرۃ میں لکھا ہے:

''وفى يوم الخميس ثانى عشرينه وصل مبشر الحاج ومرداشن الطويل الخاصكى بعد ما قاسى شدائد من العرب قطاع الطريق. (۵۴)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ابن ایاس کے مطابق:

وفی ۲۸ ذی الحجه جاء البشیر وهو مرداش الطویل . فأخبر عن حالة الحجاج. (۵۵)

رکبان اور حجاج مکہ روانگی کے لیے جس راستے کو اختیار کرتے بالعموم اسی راستے سے واپس بھی لوٹتے تھے۔ سوائے اس کے کہ راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آجاتی۔ سب سے بڑی رکاوٹ اور خطرہ راہزنوں کا حملہ ہوا کرتا تھا۔ راہزنوں کے علاوہ حجاج کرام کے دوسرے بڑے دشمن مختلف قسم کے امراض اور بالخصوص طاعون کا مرض اور دیگر آفاتِ سماوی ہوا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے حجاج کرام کی جماعتیں متفرق ہوجاتیں۔ ان میں سے کچھ خشکی کے راستے واپس آتے اور کچھ بحری راستے سے۔ نہایت خستہ حال اور بدحال ہوکر واپس آتے۔(۵۶)

الغرض ''محمل'' دولۃ المما لیک میں ایک ایسی بدعت تھی جو کہ مملوک سلاطین نے دین سے ناواقفیت اور جہالت کی بناء پر رائج کرلی تھی۔ اس بدعت کی تردید سے متعلق علامہ ابن الحاج ''المدخل'' میں رقمطراز ہیں:

''ایک اور بدعت جو اس دور کے لوگوں میں رائج ہے وہ یہ ہے کہ وہ اونٹ کو سونے، چاندی کے زیورات اور پٹوں وغیرہ سے آراستہ کرتے۔ اونٹ کو حریر کا لباس پہناتے ایک اس وقت جبکہ وہ حج کے لیے شہر سے روانہ ہوتے۔ دوسرے اس وقت جب مقامِ عقبہ پر پہنچتے، تیسرے اس وقت جب حرمین الشریفین پہنچتے اور چوتھے اس وقت جب حج سے واپسی پر اپنے شہر میں پہنچتے۔ ایسا کرنیوالے خود بھی گناہ گار ہیں اور وہ لوگ بھی ان کے ساتھ گناہ میں شریک ہیں جو محمل کو دیکھ کر تعجب یا تحسین کا اظہار کرتے ہیں۔''(۵۷)

حج کے موقع پر غسلِ کعبہ وغلافِ کعبہ کا اہتمام:

جیسا کہ ہم ذکر کرچکے ہیں کہ خانہ کعبہ کو غلاف پہنانے کا تصوّر اسلام سے قبل بھی موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا تھا۔ سنّت رسول ﷺ کی اتباع میں بعد کے زمانوں میں بھی خلفاء وسلاطین خانہ کعبہ کو غلاف پہناتے چلے آئے ہیں۔ مصر میں جب مما لیک سلاطین کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے بھی غلافِ کعبہ اور اس کی تیاری کے ضمن میں خاص اہتمام کیا۔

شفاء الغرام باخبار البلد الحرام کے مؤلف کے مطابق:

وأوّل من قام بذالک بعد الخلفاء العباسیین من ملوک مصر الملک الظاهر بیبرس البندقداری و قام بذالک بعده ملوک مصر (۵۸)، الصالح اسماعیل بن الملک الناصر محمد بن قلاوون صاحب مصر علی کسوة الکعبة فی کل سنة.

مما لیک سلاطین مصر میں سے سلطان ناصر محمد بن قلاوون نے ہر سال کعبہ کو غلاف پہنانے کا التزام کیا۔

ابنِ ایاس کے مطابق الملک الصالح علاؤالدین بن محمد ناصر بن قلاوون نے اپنی ایک جاگیر جو کہ بیسوس کے نام

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سے معروف تھی غلافِ کعبہ کی تیاری کے لیے وقف کر دی تھی۔(۵۹)

ناصر بن قلاوون کے بعد کے سلاطین بھی غلافِ کعبہ کا اہتمام کرتے رہے۔۷۹۲ھ میں سلطان الملک الظاہر برقوق کی بہن نے خانہ کعبہ کے لیے نہایت بیش قیمت غلاف بنوایا۔(۶۰)

حج کے موقع پر سلاطین خانہ کعبہ کو غسل بھی دیا کرتے تھے۔ناصر بن قلاوون نے ۱۹۷ء میں حج کے موقع پر خانہ کعبہ کو غسل دیا۔(۶۱)

سلطان ظاہر برقوق کے بارے میں آتا ہے:

وفی هذه السنة سبع وستين وست مائة حج السلطان فأحسن الی أهل الحرمين و غسل الكعبة بماء الورد بيده.(۶۲)

۶۶۷ء میں سلطان ظاہر بیبرس نے کعبہ کو خود غسل دیا۔(۶۳)

مسجد نبوی کی تعمیر کے ضمن میں سلاطین ممالیک کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔مسجد نبوی ﷺ کی تجدید کے ضمن میں سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون، سلطان اشرف برسبای، سلطان ظاہر بیبرس، اُبوسعید جقمق اور اشرف قایتبائی کا نام آتا ہے۔(۶۴)

مسجد نبوی ﷺ کی تحریف کے بعد ملک الظاہر بیبرس نے ہی مسجد نبوی ﷺ کی عمارت کو مکمل کیا۔علامہ سیوطی کے مطابق: خلیفہ مستعصم باللہ نے جلنے کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی تھی۔لیکن تکمیل سے قبل ہی قتل کر دیا گیا۔بعدازاں الملک الظاہر نے کاریگر، لکڑیاں اور آلات تیار کیے۔جنہیں مصر کے شہروں میں گھمایا گیا اوران کے لیے بے حد تعظیم کا اظہار کیا۔پھران تمام اشیاء کو مدینہ منورۃ پہنچایا گیا۔(۶۵)

سلطان الملک الظاہر جقمق کے بارے میں تاریخ الخمیس کا مصنف لکھتا ہے:

”وجهز فی سنة تسع وسبعين وثمان مائة للمسجدالحرام منبرا عظيما وعين للكعبة كل سنة كسوة وأنشاء بجانب المسجدالحرام عند باب السلام مدوحه...وكذا أنشا بالمدينة النبوية مدرسة وبنى المسجد الشريف بعد الحريق و حددالمنبر والحجرة۔(۶۶)

اس طرح الملک اشرف برسبای نے بھی مسجد حرام کی تعمیر وتوسیع اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی تزئین وآرائش پر توجہ دی جیسا کہ تقی الدین الفاسی نے ذکر کیا ہے۔(۶۷)

حج کے دوران افعالِ قبیحہ وشنیعہ کا ارتکاب:

قبل ازیں ذکر ہو چکا کہ مملوک سلاطین میں سے اکثر ان پڑھ، دین سے بالکل بے بہرہ اور ناواقف تھے۔اسی وجہ سے انہوں نے دین اسلام میں بہت سی رسومات وبدعات رائج کیں۔”**الناس علی دین ملوكهم**“ حدیث کے مصداق

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عوام الناس پر بھی ان بدعات کا اثر پڑا۔ مناسکِ حج کے دوران بھی بہت سے لوگوں نے غیر شرعی امور کا ارتکاب کرنا شروع کر دیا۔ جو صریحاً شریعتِ اسلامی کے متناقض تھے۔

علامہ ابن الحاج (م ۷۳۷ھ) جو کہ اسی دور کی عالم و فاضل شخصیت ہیں نے اپنی کتاب ''المدخل'' میں ایسے بہت سے افعال قبیحہ و شنیعہ کا ذکر کیا ہے جو لوگ حج کے دوران کرتے تھے۔ علامہ ابن الحاج کی بحث کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

☆ اس عہد میں کئی لوگ فریضہء حج کی وجہ سے نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا نہیں کرتے تھے۔ یہ بات اجماعاً جائز نہیں۔ ابن الحاج کہتے ہیں کہ ہمارے علماء کی رائے ہے کہ مکلّف شخص جب اسے معلوم ہو کہ وہ حج کے لیے نکلے گا تو اس کی ایک نماز قضا ہو جائے گی تو اس سے حج ساقط ہو گیا۔

بعض لوگوں کا عقیدہ تھا کہ عورت اور اس کی سواری مطلقاً ''عورۃ'' میں شامل ہیں۔ لہٰذا وہ نماز کے وقت بھی محمل میں ہی رہتی تھیں تا کہ غیر مردوں کی نظر نہ پڑے۔

یہ عقیدہ درست نہیں ان کے لیے لازم ہے کہ وہ نماز کو اپنے وقت پر ادا کریں اور بغیر کسی شرعی عذر کے ''محمل'' میں نماز ادا نہ کریں۔

☆ حجاج کرام جب کسی تنگ گزرگاہ سے گزرتے تو مزاحمت کرتے ہوئے اور ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرتے ہوئے گزرتے۔ بالخصوص پانی کے حصول کے مقام پر ان سے قولاً اور فعلاً بہت سے ناپسندیدہ امور سرزد ہوتے۔ لڑائی جھگڑے اور فسق و فجور تو حج کے علاوہ بھی جائز نہیں تو حج کے موقع پر تو اور ہی ناپسندیدہ اور حرام ہے۔

☆ ایک اور بدعت جو اس دور کے لوگوں میں رائج ہے وہ یہ ہے کہ وہ اونٹ کو سونے چاندی کے زیورات اور پٹوں وغیرہ سے آراستہ کرتے اور اسے ریشم کا لباس پہناتے۔ ایک اس وقت جب کہ وہ حج کے لیے شہر سے روانہ ہوتے، دوسرے جب مقامِ عقبہ پر پہنچتے، تیسرے حرمین الشریفین پہنچنے پر اور چوتھے حج سے واپسی پر جب وہ اپنے شہر میں پہنچتے۔ ایسا کرنے والے خود بھی گناہ گار ہیں اور وہ لوگ بھی ان کے ساتھ گناہ میں شریک ہیں جو انہیں دیکھ کر تعجب یا تحسین کا اظہار کرتے ہیں۔

☆ حجاج کرام ادائیگی حج کے بعد جب گھروں کو لوٹتے تو ان کا نہایت پرتپاک استقبال کیا جاتا۔ ان کے دروازوں پر طبل، ڈھول اور باجے وغیرہ بجائے جاتے۔ اسے وہ حجاج کی تہنئیت کا نام دیتے ہیں۔ جو کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہے۔

☆ بعض حجاج جب احرام کی جگہ پر پہنچتے تو وہ مقام رابع جو کہ جحفۃ سے قبل آتا ہے وہیں سے احرام باندھ لیتے۔ یہ لوگ حج کی ابتداء ہی ایک مکروہ فعل سے کرتے ہیں اور وہ مکروہ فعل میقات سے پہلے احرام باندھنا ہے۔ ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ جحفۃ جو ان کا میقات ہے وہاں پر پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے احرام باندھنے سے قبل وہ غسل نہیں کر سکتے جبکہ مقام رابع پر پانی کی سہولت موجود ہے، لہٰذا وہ غسل کر کے وہیں سے احرام باندھ لیتے تا کہ غسل چھوٹ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نہ جائے حالانکہ غسل کرنا مستحب ہے اور جحفۃ سے احرام باندھنا سنت مؤکدہ ہے۔ پس وہ سنت مؤکدۃ کو چھوڑ کر مستحب کو اختیار کرتے ہیں ان کا یہ عمل درست نہیں۔

☆ بعض لوگ احرام باندھنے کے بعد سروں پر محامل اور جحف رہنے دیتے۔ امام مالک نے اس سے منع فرمایا ہے کہ سر کو کھلا رکھنا چاہئے تا کہ حاجی حج کے صفت سے متصف ہو سکے۔

☆ بعض لوگ حجرِ اسود پر عرقِ گلاب ڈالتے ہیں تا کہ اس کی خوشبو سے محظوظ ہو سکیں۔ حالانکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

☆ بعض لوگ رکنِ یمانی کو بھی اس طرح سے بوسہ دیتے ہیں جیسا کہ وہ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہیں اور سنّت یہ ہے کہ رکنِ یمانی کا استلام ہاتھ سے ہوتا ہے نہ کہ منہ سے۔

☆ بعض لوگ صفا و مروہ کی سعی کسی چوپائے پر سوار ہو کر کرتے۔ امام مالکؒ نے سعی کے دوران اس کی شدید کراہت بیان کی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ سعی پیدل کی جائے۔

☆ کچھ حجاج منیٰ سے عرفۃ رات کو پہنچتے اور شمع روشن کر کے جبلِ عرفۃ پر چڑھ کر اس قبہ کے پاس آتے جسے حضرت آدمؑ کا قبہ کہا جاتا ہے۔ وہ روشن شمع کو اس قبہ کے ارد گرد گھماتے اور خود بھی اس کا ایسے ہی طواف کرتے جیسا کہ بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے۔ ابن الحاج کے بقول

وهذا كله من البدع المحدثه

سنّت یہ ہے کہ وہ منیٰ میں ہی بیٹھے رہیں۔ یہاں تک کہ یوم عرفہ کا سورج طلوع ہو جائے جس شخص نے منیٰ کے بجائے عرفۃ میں رات گزاری تو اس نے نبی اکرم ﷺ کی سنّت ترک کر کے ایک بدعت کا ارتکاب کیا۔

☆ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علمین کے درمیان سے ہی گزر کر باہر جانا چاہئے اور جو علمین کے باہر سے گزر کر جاتا ہے تو اس کا حج ادا نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس سے لوگوں کو بہت بڑی زحمت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کثیر اژدھام کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے پر سبّ و شتم کرتے ہیں اور یہ حج جیسے رکنِ اعظم کے منافی ہے۔

☆ بعض لوگ مشعرِ حرام پر وقوف کیے بغیر مزدلفہ سے سیدھے منیٰ آ جاتے۔ یہ لوگ ایک سنّتِ عظمیٰ کے ترک کے مرتکب ہوتے ہیں۔

☆ کچھ لوگ جب مکہ سے نکلتے تو مسجد قھقری سے نکلتے اور اسی طرح مسجد نبوی ﷺ سے بھی نکلتے۔ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ایسا کرنا ادب کے پہلو سے ہے اور یہ ایسی مکروہ بدعت ہے جس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصل نہیں اور سلف صالحین میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔

☆ بعض لوگ صخرۃ کا اسی طرح طواف کرتے جیسا کہ بیت اللہ کا کیا جاتا ہے اور وہ عمداً صخرۃ کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی نمازوں میں استقبال قبلہ اور استقبال صخرۃ دونیتوں کو اکٹھا کر لیتے ہیں۔ اور استقبال صخرۃ، استقبال قبلہ کی وجہ سے منسوخ ہے۔ پس جس نے اس کی نیت کی تو اس نے ایک بدعت کا ارتکاب کیا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

☆ بعض لوگ ایک مقام جسے وہ سرّۃ الدنیا کا نام دیتے ہیں، جب یہاں پر آتے ہیں تو اپنی ناف سے کپڑا اٹھا کر اسے وہاں پر رکھتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کوئی ایسا نہیں کرتا تو اس کی زیارت میں خلل واقع ہو جاتا ہے وہ ایک فعلِ حرام کے مرتکب ٹھہرتے ہیں۔

☆ بعض لوگ ہر روز عصر کے بعد ڈھول، طبل اور باجوں کے ساتھ رقص کرتے ہیں، اسے وہ نوبۃ الخلیل کا نام دیتے ہیں۔ یہ لہو ولعب اور منکر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (۶۸)

☆ الغرض عہدِ ممالیک میں یہ وہ بدعات تھیں جن کا لوگ حج کے دوران ارتکاب کرتے تھے۔ ان میں سے کئی افعال فسق وفجور اور لہو ولعب پر مبنی ہیں۔ اسلام نہ صرف حج کے دوران بلکہ حج کے علاوہ بھی ان امور سئیہ سے منع کرتا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولاته أمه. (۶۹)

ارشادِ نبی ﷺ ہے: "**خذوا عنی مناسککم.**" (۷۰)

نبی اکرم ﷺ نے حج کا طریقہ اور تمام مناسک حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرامؓ کو سکھا دیئے تھے۔ حج کو سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ادا کرنا ہی حج مبرور ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"**والحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة.**" (۷۱)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن منظور افریقی، جمال الدین، أبوالفضل (م-۷۱۱ھ)، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۵۲/۳

۲۔ راغب اصفہانی، علامہ، مفردات القرآن، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت لبنان، ۲۰۰۹ء، ۸۳/۱

۳۔ البقرہ، ۲۰۰/۲ ۴۔ الاعراف، ۳۱/۷

۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب لایطوف بالبیت عریان، ولا یحج مشرک، ۱۶۲۲

۶۔ البقرۃ، ۱۹۹/۲

۷۔ المقریزی، أحمد بن علی، تقی الدین (م ۸۴۵ھ)، کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، المعروف بالخطط المقریزیۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء، ۲۲۱/۲

۸۔ القلقشندی، أحمد بن علی (م-۸۲۱ھ)، صبح الأعشی فی صناعۃ الأنشاء، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، س ن، ۴۹۱/۳

۹۔ ابن ایاس، محمد بن احمد، بدائع الزھور فی وقائع من الدھور، المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ ببولاق مصر الحمیۃ، ۱۳۱۱ھ، ۳۷/۱

۱۰۔ الخطط، ۲۳۶/۲

۱۱۔ بدائع الزھور، ۹۰/۱، الخطط، ۲۳۷/۲، زینب بنت یوسف فواز الکاملی، الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان، ۱۳۱۲، ص ۲۵۵

۱۲۔ الخطط، ۲۴/۲ ۱۳۔ بدائع الزھور، ۲۵۷/۱

۱۴۔ ابن الشحنۃ، محمد بن محمد، محبّ الدین، أبوالولید (م ۸۱۵ھ)، روض المناظر فی علم الأوائل والأواخر، عباس احمد الباز مکۃ المکرّمہ، ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۱

۱۵۔ بدائع الزھور، ۹۶/۱، ۹۷، ۱۰۸، ۱۱۵ ۱۶۔ بدائع الزھور، ۳۰۲/۱، یہ واقعہ ۱۲ جمادی الاولی ۷۹۶ کا ہے۔
نیز دیکھئے محمد بن ابراھیم، ناصر الدین ابن الفرات، تاریخ ابن الفرات، المطبعۃ الأمیرکانیۃ بیروت، ۱۹۳۸ء، ۳۸۲/۲

۱۷۔ بدائع الزھور، ۶/۲، ۱۰۴، ۱۵۳، تاریخ ابن الفرات، ۴۳۴/۲
عبدالوھاب عزام، ڈاکٹر، مجالس السلطان الغوری، مطبعۃ الھند التالیف والترجمۃ والنشر، ۱۹۴۱ء، ص ۳۲، محمود رزق سلیم، عصر سلاطین الممالیک ونتاجہ العلمی والأدبی، مکتبۃ الأدب بالجمامین، ۱۹۶۵ء، ۲۶۵/۲
عبدالملک بن حسین بن عبدالملک العصامی (م-۱۱۱۱ھ)، سمط النجوم العوالی فی أنباء الأوائل والتوالی، المطبعۃ السلفیۃ ومکتبتھا، ب ت، ۴۳/۴

۱۸۔ السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین (م-۹۱۱ھ)، حسن المحاضرۃ فی أخبار مصر وقاھرۃ، علی نفقۃ مدیر المطبعۃ الشریفۃ حضرت، ب۔ت، ۱۴۶/۲ ۱۹۔ الخطط، ۳۳۵/۲

۲۰۔ عبدالباسط بن خلیل، ابن شاھین (م-۹۲۰ھ) نیل الامل فی ذیل الدّول، تحقیق ڈاکٹر عمر عبدالسلام تدمری، المکتبۃ العصری، بیروت ۲۰۰۲ء، ۲۷۹/۶

۲۱۔ ابن تغری بردی، یوسف، حوادث الدھور فی مدی الأیام والشھور، University of California Publications 1949, ص ۴۰۳/۳

۲۲۔ ابن تغری بردی، یوسف، (م-۸۷۴ھ)، النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ، University of Califorina Publications, ۷۰/۷

۲۳۔ نیل الأمل فی ذیل الدول، ۴۰۶/۵ ۲۴۔ حسن المحاضرۃ، ۱۰۴/۲

۲۵۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، عماد الدین، (م-۷۷۴ھ)، البدایۃ والنھایۃ، دار المعرفۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۷ء، ۳۱۵/۱۳

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۶۔ بدائع الزہور، ۱/ ۱۰۷

۲۷۔ الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی، جمال الدین، أبوالفرج (م-۵۹۷ھ)، مثیر العزم الساکن الی أشرف الأماکن، دارالرایة، ۱۹۹۵ء، ۱/ ۳۶۰

۲۸۔ ایضاً، ۱/ ۳۶۱

۲۹۔ حسن المحاضرة، ۲/ ۲۶۶

۳۰۔ ابن تغری بردی، یوسف، جمال الدین أبي المحاسن (م-۸۷۴ھ)، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۲ء، ۱۶/ ۷۵، ۸۸، بدائع الزہور، ۲/ ۵۶، ۱۳۲، ۱۷۶، ۱۸۱

۳۱۔ بدائع الزہور، ۱/ ۳۴۰

۳۲۔ ایضاً، ۲/ ۴۷

۳۳۔ ایضاً، ۲/ ۲۸۶

۳۴۔ ایضاً، ۲/ ۵۸، ۵۹

۳۵۔ ایضاً، ۲/ ۲۲۰

۳۶۔ ایضاً، ۲/ ۲۸۱

۳۷۔ ایضاً، ۲/ ۳۶، ۴۰۹، ۴۳۳، ۴۳۸، ۴۳۹

۳۸۔ ایضا!، ۲/ ۴۴۹، ۸۰، ۸۱، ۳/ ۲۰۶، ۷

۳۹۔ النجوم الزاہرة، ۱۶/ ۸۸

۴۰۔ حسن المحاضرة، ۲/ ۲۵۴

۴۱۔ ایضاً، ۲/ ۱۱۴

۴۲۔ عصر سلاطین الممالیک، ۲/ ۱۴۳

۴۳۔ ایضاً، ۲/ ۱۷۰

۴۴۔ عصر سلاطین الممالیک، ۳/ ۱۴۴

۴۵۔ بدائع الزہور، ۱/ ۱۶۰، ۱۶۱

۴۶۔ ایضاً، ۲/ ۱۹۱، ۱۹۲

۴۷۔ ایضاً، ۲/ ۱۵۵

۴۸۔ نیل الأمل فی ذیل الدول، ۱/ ۲۰۵، المقریزی، احمد بن علی (م-۸۴۵ھ)، السلوک المعرفة دول الملوک، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۹۷، ۴/ ۱۲۲

۴۹۔ ایضاً، ۳/ ۱۵۴

۵۰۔ نیل الأمل فی ذیل الدوّل، ۴/ ۳۰۱، ۲۹۴

۵۱۔ النجوم الزاہرة، ۱۱/ ۲۰۲، ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی (م-۸۵۲ھ)، انباالغمر بابناء العمر، لجنة احیاء التراث الاسلامی مصر، ۱۹۶۹ء، ۳۱۸

۵۲۔ حسن المحاضرة، ۲/ ۲۶۷

۵۳۔ ایضاً، ۲/ ۲۶۸

۵۴۔ النجوم الزاہرة، ۱۶/ ۸۹

۵۵۔ بدائع الزہور، ۲/ ۱۴۵، ۱۶۳، ۱۶۹، ۲۱۶، ۲۷۸

۵۶۔ بدائع الزہور، ۲/ ۶۰، ۴۸، ۱۸۱

۵۷۔ ابن الحاج، أبوعبدالله محمد بن محمد العبوری المالکی الفاسی (م-۷۳۷ھ)، المدخل الی تنمیة الأعمال بتحسین النیّات والتنبیه علی بعض البدع والعوائد الّتی انتحلت وبیان شناعتها، دارالکتب العلمیه، بیروت لبنان، ۱۹۹۵ء، ۲/ ۴۰۰، ۴۰۱

۵۸۔ شفاالغرام بأخبار البلد الحرام، ۲/ ۲۹۴

۵۹۔ بدائع الزہور، ۱/ ۱۸۲

۶۰۔ ایضاً، ۱/ ۲۹۳، انباء الغمر بأبناء العمر، ۱/ ۴۰۱

۶۱۔ الفاسی، تقی الدین، محمد بن أحمد (م-۸۳۲ھ)، شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۲۰۰۰ء، ۲/ ۲۹۶

۶۲۔ حسن المحاضرة، ۲/ ۱۰۳، ۲۵۳، البدایة والنهایة، ۱۳/ ۲۹۶

۶۳۔ شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، ۲/ ۲۹۹

۶۴۔ الحاج عباس کراره، تاریخ الحرمین الشریفین، وزارة الأعلام بجدة، ۱۳۹۰، ص ۱۸۰

۶۵۔ حسن المحاضرة، ۲/ ۱۰۳، ۲۵۲

۶۶۔ الدیاربکری، حسین بن محمد بن الحسن، تاریخ الخمیس فی احوال النفس نفیس، دارصادر بیروت، ۲/ ۳۸۸

۶۷۔ الفاسی، تقی الدین، محمد بن احمد (م-۸۳۴ھ)، العقد الثمین فی تاریخ البلد الأمین، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء، ۴/ ۲۶۰

۶۸۔ المدخل، ص ۳۹۱ تا ۴۰۵

۶۹۔ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، ۱۵۲۱، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة، ۴۳۸

۷۰۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب رمی جمرة العقبه یوم النحر راکباً وبیان قوله لتاخذوا مناسککم، ۳۱۰

۷۲۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة، یوم عرفة، ۴۳۷

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.